قومی املاک کاناجائز قبضہ اور سرکاری اراضی پر تجاوزات اور اسلام کی تعلیمات

Shari 'a Rulings about Illegal Possession of Public Property & Encroachment of Government Lands

محمد نعیم [1] ڈاکٹر عبادالرحمن [2] میاں محمد سلیم [3]

Abstract:

It is known from the Holy Qur'an and Sunnah (Ahadiths) that Allah Almighty sent instructions to different nations from time to time through the prophets of the time according to the circumstances. The basis of these instructions was the same but the practical details were according to the need and circumstances of the time. They were given orders according to the need of each nation which was based on the stable principles of religion. In time, when the mental development of humanity reached its extreme, Allah Almighty sent universal Islamic law. Islamic Shari'ah refers to the teachings which Allah Almighty sent for guidance of human beings through his Prophet (sws). Islamic Shari'ah has set limits for individual and collective rights in order to protect each other's, rights from being violated. Despite the fact that Islam is a social religion, but where there is a conflict between collective and individual interests, the priority is given to collective interests. Because it is the rule of jurisprudence to take care of the public interest rather than the individual or private interest "يُتَحَمَّلُ الضَّرَرُ الْخَاصُّ لِدَفْعِ ضَرَرٍ عَامٍّ" - Government lands and national property are collective property in which every citizen has the right as a subject but individually interfering in it, is considered interference in the property of others. Some people are of the view that the government

[1] اسسٹنٹ پروفیسر، شریعہ، عبدالولی خان یونیورسٹی مردان

[2] سابقہ اسسٹنٹ پروفیسر اسلامیات، ایگریکلچر یونیورسٹی پشاور

[3] ایسوسی ایٹ پروفیسر ڈیپارٹمنٹ آف لاء، عبدالولی خان یونیورسٹی مردان

property can be retained by every individual because the government is established with the support of public.This article will explain in detail the fundamental and collective rights. Moreover, the status of encroaching the public and government properties shall be discussed in light of Sharia.

Key Words: The Holy Quran, *Sunnah , Shariah , Prophet (sws), Government, lands , national, property .*

قرآن کریم اور احادیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے مختلف اقوام کو زندگی گزارنے کے لئے وقتاً فوقتاً زمانے اور حالات کی مناسبت سے وقت کے انبیآء کے ذریعے ہدایات ارسال فرمائی۔ان ہدایات کی اساس اور بنیاد ایک ہی تھی لیکن عملی تفصیلات اس وقت کی ضرورت اور حالات کے مطابق تھیں۔ہر قوم کی ضرورت کے مطابق ان کو احکامات دیۓ جاتے تھے جس کی بنیاد دین کے دائمی اصولوں پر تھی۔ وقت کے ساتھ جب انسانیت کی ذہنی ترقی اپنی انتہاء کو پہنچی تو اللہ تعالی نے عالم گیر قانون اسلامی شریعت ارسال فرمایا۔ اسلامی شریعت سے مراد وہ تعلیمات ہے جسے اللہ تعالی نے رسول اللہ ﷺ کے ذریعے انسانوں کی راہنمائی کے لئے بھیجیں۔شریعت اسلامی نے انفرادی اور اجتماعی حقوق کے لئے حدود مقرر کئے ہیں تا کہ ایک دوسرے کے حقوق کو پامال ہونے سے محفوظ کیا جاسکے۔ باوجود اس کے کہ اسلام ایک اجتماعی دین ہے لیکن جہاں اجتماعی اور انفرادی مفادات کا ٹکراؤ آتا ہے تو ترجیح اجتماعی مفادات کی حفاظت ہوتی ہے۔کیونکہ انفرادی مصلحت کے مقابلے میں اجتماعی مصلحت کا خیال رکھنا مقدم ہے جیسا کہ فقہ کا قاعدہ ہے "يُتَحَمَّلُ الضَّرَرُ الْخَاصُّ لِدَفْعِ ضَرَرٍ عَامٍّ"[1]۔ سرکاری اور قومی املاک اجتماعی ملکیتیں ہیں جس میں بحیثیت رعایہ ہر شہری کا حق ہے لیکن انفرادی طور پر اس میں دخل اندازی دوسروں کے املاک میں مداخلت شمار ہوتا ہے، بعض لوگوں کو شبہ ہوتا ہے کہ بحیثیت شہری جب ہر فرد کا اس میں حق ہے تو میرا بھی اس میں حق بنتا ہے اور میں اسے استعمال کر سکتا ہوں۔ اس مقالے میں یہ تفصیل بیان کی جائیگی کہ حقوق عامہ کیا ہے اور حقوق خاصہ کیا ہے اور اس کے ضمن میں حقوق عامہ یا سرکاری املاک پر قبضے کی حیثیت کیا ہے۔

اللہ تعالی نے کائنات پیدا فرمائی اور اس میں انسان کو خلیفہ بنایا جیسا کہ سورۃ بقرۃ آیت میں ارشاد ہے:"وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً" [۲] ترجمہ: "اور جس وقت ارشاد فرمایا آپ کے رب نے فرشتوں سے کہ ضرور میں بناؤں گا زمین میں ایک نائب"۔

پھر زمین پر انسانوں کے درمیان اجتماعی زندگی میں نظم وضبط قائم رکھنے کے لئے حاکم اور محکوم کا نظام بنایا اور یہ قرار دیا کہ حاکمیت اعلی اللہ تعالی کے لئے ہے زمین پر حاکم اور محکوم سب اللہ تعالی کے قانون کے پابند اور اس کو جوابدہ ہیں، کسی بھی فریق کو ایک دوسرے کے حقوق غصب اور سلب کرنے کا کوئی حق نہیں۔ حقوق کی پہچان کے لئے اللہ تعالی نے آسمانی قانون ارسال فرمایا جس میں فرد اور معاشرہ کے حقوق اور آداب بیان کئے، نیز انفرادی اور اجتماعی حقوق اور فرائض کی تعین فرمائی۔

دین اسلام بشری مصلحتوں کا علمبردار مذہب ہے جس میں تمام انسانوں کی بھلائی اور مصلحت کا لحاظ رکھا گیا ہے، جس کی سب سے پہلی ترجیح امن ہے، اسی بنیاد پر اللہ تعالی نے سورۃ قریش میں بطور احسان امن کا ذکر کے فرمایا: "لِإِيلَافِ قُرَيْشٍ، إِيلَافِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ، فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هَٰذَا الْبَيْتِ،الَّذِي أَطْعَمَهُمْ مِنْ جُوعٍ وَآمَنَهُمْ مِنْ خَوْفٍ"[۳]۔ ترجمہ: "چونکہ قریش کے لوگ عادی ہیں یعنی وہ سردی اور گرمی میں سفر کے عادی ہیں اس لئے انہیں چاہیئے کہ اس گھر کے مالک کی عبادت کریں جس نے بھوک کی حالت میں انہیں کھانے کو دیا اور بدامنی سے انہیں محفوظ رکھا"۔ اور ابراہیم علیہ السلام نے مکہ شہر کے لئے دعا کرتے وقت امن کو مقدم رکھا: "وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَٰذَا بَلَدًا آمِنًا"[۴]۔ "اور وہ وقت یاد کرو جب ابراہیم نے کہا تھا اے میرے پروردگار! اس کو ایک پرامن شہر بنادیجئے"۔اور بیت اللہ شریف کے بارے میں فرمایا: "أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا آمِنًا وَيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ" [۵]۔ ترجمہ: کیاان لوگوں نے اس بات پر نظر نہیں کی کہ ہم نے امن والا حرم بنادیا ہے اور ان کے گرد وپیش میں لوگوں کو نکالا جارہا ہے۔

انسان دوسرے ہم جنسوں سے جن چیزوں کے بارے میں خوف کرتا ہے وہ جان، مال، عزت اورابرو کا خوف ہے، اس وجہ سے حدیث میں مسلمان کی تعریف کرتے ہوئے یوں فرمایا: "المُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ المُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ"[٦]۔ "مسلمان وہ ہے جس کے زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہو"۔ بالفاظ دیگر جس شخص کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ نہ ہو وہ کامل مسلمانوں کے زمرہ میں نہیں آتاہے۔ مال کے بارے میں اسلام نے مال کمانے کے اصول وضوابط بیان کر کے ہر ایک کی ملکیت کے حدود متعین کئے ہے۔ اور دوسرے کے حق پر ناجائز قبضہ کرنے کو ممنوع اور بعض اوقات قابل سزا جرم قرار دیاہے: " يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ "[٧]۔ "اے ایمان والو آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق طور پر مت کھاؤ لیکن کوئی تجارت ہو جو باہمی رضامندی سے ہو تو مضائقہ نہیں"۔ اس آیت میں قرآن کریم نے وضاحت کی ہے کہ ہر شخص کا مال محترم ہے جو کہ باہم تجارتی رضامندی سے حاصل کرنا جائز ہو گا مالیاتی امور میں یہ ایک بنیادی اصول ٹھہرا[٨]، یا یہ کہ طیب خاطر کے طور پر کسی کو بخش دے جیسا کہ حدیث میں ہے کسی شخص کا مال حلال نہیں مگر اس کی طیب خاطر کے ساتھ[٩]۔ ڈاکہ زنی اور چوری کرنے پر شریعت نے سزائیں اس وجہ سے مقرر کیں ہے کیونکہ یہ دوسرے کے مال پر ناجائز دست درازی ہے۔ اموال اور حقوق دو قسم حقوق عامہ اور خاصہ۔

حقوق عامہ

حقوق عامہ یا قومی املاک پر بحث شروع کرنے سے پہلے مناسب ہو گا کہ قومی اور انفرادی اموال کی تعریف کی جائے، جس کے لئے فقہاء کے ہاں اموال خاصہ اور اموال عامہ کی اصطلاح استعمال کیا جاتاہے۔

ذاتی ملکیت: وہ مال جو کسی خاص شخص کی ملکیت ہو، یا کئی محدود لوگوں کی ملکیت ہو[١٠]۔

اجتماعی ملکیت: وہ مال جو مسلمانوں کی ملکیت ہو اور اس میں کسی خاص شخص کی مخصوص ملکیت نہ ہو جیسے زکوۃ، غنیمت، معدنیاتی کان، وہ تحائف جو سربراہان مملکت اور عمال حکومت کو دی گئی ہوں اور عوام کے ٹیکس کی آمدنی وغیرہ"۔

اس تعریف کو سامنے رکھتے ہوئے حقوق عامہ سے مراد وہ حقوق یا اموال ہوتے ہیں جس کے ساتھ عام لوگوں کے مفادات وابستہ ہوں، جس کے لئے فقہاء حقوق اللہ کا لفظ بھی استعمال کرتے ہیں اور کبھی اسے اوقاف کہتے ہیں، جب کہ جدید اصطلاح میں اسے اموال مشترکہ یا اجتماعی حقوق کہا جاتا ہے، اس کی مثال مفاد عامہ کے قومی تعلیمی درسگاہیں، صحت کے ادارے، عبادت گاہیں، نہریں، دریائیں اور سرکاری اراضی جس کا خصوصیت کے ساتھ بحث کیا جائے گا۔

اسلامی تعلیمات کے اعتبار سے مال کے حقیقی مالک اللہ تعالی ہے، جس میں سے انفرادی طور پر مجازا شخص مالک ہوتا ہے، جبکہ اجتماعی اموال کا اصل مالک اللہ تعالی ہے، جس سے استفادے کا حق عوام کو حاصل ہوتا ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے: " هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا "ترجمہ: "وہ ذات پاک ایسی ہے جس نے پیدا کیا تمھارے فائدہ کے لئے جو کچھ بھی زمین میں موجود ہے سب کا سب" اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے جو کچھ زمین میں پیدا کیا ہے وہ سب کا مشترک ہے مگر یہ کہ انسان اس کا انفرادی طور پر ملکیت کے اسباب میں کسی سبب کی بنا پر مالک بن جائے، جیسے میراث، ہدیہ، وصیت اور دیگر خرید و فروخت کے ذریعے۔ جب کوئی انسان مال پر اسباب ملکیت کے بغیر قبضہ کرے تو اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا، اس وجہ سے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں ان وجوہات کی تعین کی جائے جو ناجائز قبضہ کا سبب بنیں۔

اجتماعی اور قومی املاک پر قبضہ کرنے کی وجوہات

سلیم الفطرت انسان کبھی بھی کسی دوسرے کے مال ہڑپ کر نہیں لیتا اس وجہ سے جب بھی کوئی شخص اپنے حق سے تجاوز کرکے دوسروں کے حقوق پر قبضہ کرتا ہے تو اس کی کچھ وجوہات اور اسباب ہوتی ہے جس میں سے کچھ درجہ ذیل ہیں:

۱) عقیدہ ایمانی کمزور ہونا

۲) اخلاقی گراوٹ

۳) شرعی احکامات سے بے خبری اور جہالت

۴) اجتماعی املاک کی حفاظت کا کمزور نظم وضبط

۵) ذمہ دار اہلکاروں کی اپنی احساس ذمہ داری میں کوتاہی

قومی املاک کا خرد برد

جیسا کہ بیان کیا گیا کہ قومی املاک میں کسی شخص کو انفرادی طور پر استفادے کا حق نہیں ہوتا، اس وجہ سے انفرادی طور پر اس پر قبضہ کرنا ناجائز ہے، اسلامی تعلیمات اس بارے جو ہدایات دیں ہے اس میں سے کچھ درجہ ذیل ہیں:

" لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ " [۲]۔

" آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق طور پر مت کھاؤ لیکن کوئی تجارت ہو جو باہمی رضامندی سے ہو تو مضائقہ نہیں"

اس آیت میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ دوسرے کے مال کو ناجائز طریقے سے نہ کھاؤ کیونکہ ہر شہری کا قومی ملکیت میں حصہ ہے، تو کسی شخص کے لئے انفرادی طور پر ناجائز طریقے سے اس پر قبضہ کر کے دوسرے کی ملکیت کو نقصان پہنچانا قابل سزا جرم ہے۔

صحیح بخاری میں خولہؓ فرماتی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: کچھ لوگ اللہ تعالی کے مال کو ناجائز طریقے سے ہڑپ کرتے ہیں ان کے لئے قیامت کے دن آگ ہے "[۳]۔

یہ حدیث ناجائز طور پر کسی کے مال پر قبضہ کرنے کی وعید میں واضح ہے، حافظ ابن حجرؒ حدیث کی شرح میں لکھتے ہے کہ حدیث سے واضح ہے کہ جو شخص مسلمانوں کی ملکیت پر ناحق قبضہ کرتا ہے تو اس کے لئے جہنم کی آگ ہے "[۴]۔

عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حنین کے دن ہمیں نماز پڑھائی اور اونٹ کے کوہان سے بال نکال کر ہاتھ میں پکڑ کر فرمایا: اے لوگوں یہ تمھاری غنیمت ہے اس کا سوی

، دھاگہ اور اس سے چھوٹی چیز دے دیا کرو کیونکہ خیانت قیامت کے دن رسوائی کا باعث اور آگ اور شعلے ہو گی[۱۵]۔

یہ حدیث واضح طور پر بیان کر رہی ہے، کہ قومی ملکیت ذاتی استعمال کے لئے لینا جائز نہیں ہے اگر چہ یہ مال اونٹ کے بال، سوی، دھاگہ یا اس سے کم ہی کیوں نہ ہو، جسے رسول اللہ ﷺ نے غلول قرار دیا ہے، غلول خیانت کی وہ قسم ہے جب عوامی مال سے چوری کی جائے اور یہ حرام کی بدترین قسم ہے[۱۶]۔

سالم اپنے والدؓ سے روایت کرکے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مَنْ أَخَذَ مِنَ الْأَرْضِ شَيْئًا بِغَيْرِ حَقِّهِ خُسِفَ بِهِ يَوْمَ القِيَامَةِ إِلَى سَبْعِ أَرَضِينَ"[۱۷]جس کسی نے زمین کا کچھ حصہ ناجائز طریقے سے حاصل کیا، قیامت کے دن اس میں ساتویں زمین تک دھنستا جائے گا۔

عبدہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا: "أَنْ لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ"[۱۸]۔نہ ضرر مول لیا جائے گا اور نہ دیا جائے گا۔

یعلی بن مرۃؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: " أَيُّمَا رَجُلٍ ظَلَمَ شِبْرًا مِنَ الْأَرْضِ، كَلَّفَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يَحْفِرَهُ حَتَّى يَبْلُغَ آخِرَ سَبْعِ أَرَضِينَ، ثُمَّ يُطَوَّقَهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ [۱۹]"

ترجمہ: جس کی شخص نے ظلم کرکے ایک بالشت زمین لے لی اللہ تعالی اس شخص کو اس زمین کے سات زمینوں تک کھودنے پر مجبور کر دے گا اور پھر اسے قیامت تک طوق بنادے گا یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے۔

سعید بن زید بن عمرو بن نفیلؓ فرماتے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"مَنِ اقْتَطَعَ شِبْرًا مِنَ الْأَرْضِ ظُلْمًا، طَوَّقَهُ اللهُ إِيَّاهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ سَبْعِ أَرَضِينَ"[۲۰]۔

ترجمہ: جس کسی نے ظلم کے ساتھ زمین کا کچھ حصہ حاصل کیا اللہ تعالی اسے قیامت کے دن ساتوں زمینوں تک طوق بنادے گا۔

ان مذکور دلائل سے معلوم ہوا کہ قومی املاک کو کسی بھی صورت میں قبضہ کرنا حرام ہے، جو اللہ تعالی، رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کے ساتھ خیانت ہے۔ اگر کسی نے سرکاری املاک پر ناجائز قبضہ کیا تو اس کی حیثیت پر ذیل میں بحث کیا گیا ہے۔

قومی املاک پر قبضے کا حکم

سرکاری اراضی پر قبضے کی صورت میں مملکت کو مقبوضہ زمین کی واپسی کی جائے گی، جیسا کہ دلائل مذکورہ میں بیان کیا گیا ہے کہ قومی املاک کا غیر قانونی قبضہ ناجائز ہے، ایسے زمین پر درخت، باغات لگانے یا تعمیر کرنے کے بارے میں فقہاء کرام کے اقوال حسب ذیل ہیں:

مالکیہ کے نزدیک صاحب اختیار کی مرضی ہے کہ قابض شخص سے زمین کا قبضہ لے کر منہدم شدہ تعمیر اور اکھاڑے ہوئے درخت کی قیمت قابض شخص کو دیدے، یا اسے پابند کرے کہ اپنی بنائی ہوئی تعمیر منہدم کرے، اور اگر فصل یا درخت ہو تو اسے اکھاڑ دے[۲۱]۔

شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک تعمیر منہدم کر کے فصل اور درخت اکھاڑے جائیں گے، جس کے اخراجات قابض سے وصول ہوں گے، بشمول اس نقصان کی قیمت کی بھی جو آبادی اور شجرکاری سے زمین کو پہنچا ہو[۲۲]۔

حنفیہ کے نزدیک صاحب اختیار کے مطالبے پر تعمیر منہدم ہو گی اور فصل اور درخت اکھاڑ دئے جائیں گے، مگر یہ کہ انہدام اور اکھاڑ زمین کے لئے مضر ہو، تو پھر صاحب اختیار قابض شخص کو اس کی قیمت ادا کریگا[۲۳]۔ بدائع صنائع میں ہے کہ امام ابو حنیفہ کا استدلال حدیث " إِنَّمَا لِلْمَرْءِ مَا طَابَتْ بِهِ نَفْسُ إِمَامِهِ[۲۴]" سے ہے، جب امام نے اجازت نہیں دی ہو، تو یہ قابض شخص کی ملکیت نہیں بنتی[۲۵]۔ اور ہدایہ شرح بدایہ میں ہے کہ جس شخص نے زمین غصب کر کے اس پر تعمیر کی یا درخت لگایا تو اسے کہا جائے گا کہ اپنی تعمیر اور درخت ہٹاؤ اور زمین اپنے مالک کے حوالہ کرو کیوں کہ حدیث میں ہے "لیس لعرق ظالم حق[۲۶]" ظالم کے پسینہ کا کوئی حق نہیں ہے[۲۷]۔ البتہ پانی، گھاس اور جلانے کے لکڑی حدیث "الْمُسْلِمُونَ شُرَكَاءُ فِي ثَلَاثٍ: فِي الْكَلَإِ، وَالْمَاءِ، وَالنَّارِ[۲۸]" کی وجہ سے اس سے مستثنیٰ ہوں گے جبکہ زمین وغیرہ حاکم وقت کی اجازت کے بغیر استعمال کرنا ناجائز

ہے۔ اور مجمع الانھر شرح ملتقی الابحر میں ہے جس نے کسی کی زمین پر مکان بنایا یا درخت لگایا تو اس کو اسے ختم کر کے زمین اپنے مالک کے کے حوالہ کرنے کا حکم دیا جائے گا کیونکہ حدیث میں ہے کہ ظالم کی محنت کا کوئی معاوضہ نہیں ہے[۲۹]۔ عوام کی طرف سے ایک دوسرے کے حقوق یا قومی املاک پر قبضہ روکھنے کے لئے حکومت کی ذمہ داری ہے کہ نگرانی میں کوتاہی نہ برتے۔

حکومتی ذمہ داریاں اور عوام کی فلاح و بہبود

حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ عوام کی فلاح و بہبود میں کوئی کمی نہ کرے موسوعہ فقہیہ کویتیہ نے حکومت کے ذمے رعایا کی خدمات شمار کرتے ہوئے سات بڑی خدمات بیان کی ہے، جو درج ذیل ہیں[۳۰]:

۱) مذہبی اور شرعی امور کی حفاظت کرتے ہوئے اس سے متعلقہ مصالح کی نگرانی کرنا۔

۲) حدود اور تعزیرات قائم کرتے ہوئے متعلقہ احکامات کی نگرانی کرنا۔

۳) قومی املاک اور اموال کی حفاظت کرنا۔

۴) انصاف قائم کرتے ہوئے رعایا کے آپس کے خصومات حل کرنا۔

۵) ذمیوں کے حقوق کا خیال رکھنا۔

۶) تعمیرات کی نگرانی کرنا۔

۷) سیاسۃ شرعیۃ قائم کرنا

سرکاری یا غیر مملوکہ اراضی کی خرید و فروخت کا حکم

شریعت اسلامیہ نے ملکیت کے لئے خاص ضابطے مقرر کئے ہیں جس کے ذریعے ملکیت حاصل ہوتی ہے، تو جس چیز کی ملکیت صحیح نہ ہو اس کا فروخت کرنا بھی صحیح نہ ہو گا۔ عمرو بن شعیب اپنے والد اور وہ اس کے داداؓ سے روایت کرتے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس چیز کی ملکیت نہ ہو اسے فروخت نہیں کیا جا سکتا[۳۱] اور ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے زمین آباد کی وہ اس کی ہے اور ظالم کی محنت کا کوئی حق نہیں ہے[۳۲]۔ حولہ انصاریہؓ فرماتی ہے کہ

میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرمارہے تھے: بعض لوگ اللہ تعالی کے مال میں ناجائز طور پر زیادتی کرتے ہیں ان کے لئے قیامت کے دن آگ ہے[۳۳]۔

زمین کی ملکیت کا ذکر کرتے ہوئے وھب الزحیلی نے الفقہ الاسلامی وادلتہ میں بیت المال کی ملکیت کی خرید و فروخت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہے سرکاری املاک کا خرید و فروخت حکومت کی اجازت کے بغیر جائز نہیں اور یہ بھی کسی خاص ضرورت اور مصلحت کے پیش نظر ہوتا ہے جیسا کہ اس کی قیمت کی ضرورت کی بنا پر یا زیادہ قیمت کی وصولی کے امکان کے تحت، کیونکہ اموال عامہ کی مثال یتیم کے مال جیسا ہے جس میں وصی تصرف نہیں کر سکتا مگر یہ کہ اس کی ضرورت ہو یا اس میں مصلت ہو[۳۴]۔

سرکاری اہلکاروں کی قومی املاک کی حفاظت میں کوتاہی

اکثر اوقات قومی اثاثوں پر مامور سرکاری ملازمین اپنے فرائض منصبی میں کوتاہی اور بعض اوقات چشم پوشی کرتے ہیں جس کی وجہ سے قومی اور سرکاری املاک پر کوئی قبضہ کر کے ملکیت عامہ کو نقصان پہنچاتا ہے، اس طرح کے چشم پوشی اپنے فرائض منصبی میں کوتاہی ہے، جو شرعا اور قانونا جرم ہے۔ عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ تم میں سے ہر شخص چرواہا ہے اور ہر شخص سے اس کے رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا، امام چرواہا ہے اور اس سے کے اس کے رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا، اور آدمی اپنے گھرانے کا چرواہا ہے اور اس سے اس کے رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا، اور عورت اپنے شوہر کے گھر کا چرواہی ہے اور اس سے اس کے بارے میں پوچھا جائے گا، اور خادم اپنے اقا کے مال کا چرواہا ہے اور اس سے اس کے بارے میں پوچھا جائے گا[۳۵]۔

اور ابو ذرؓ نے فرمایا: میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ مجھے عامل مقرر فرمائیں گے! تو آپ ﷺ نے مجھے کندے پر ہاتھ سے مارتے ہوئے فرمایا: اے ابو زر آپ کمزور ہے اور یہ ایک امانت ہے جو کہ قیامت کے دن رسوائی اور ندامت کا سبب ہو گا مگر یہ کہ جس نے اسے حق کے ساتھ حاصل کیا اور اپنی ذمہ داری پوری طور پر ادا کی[۳۶]۔

اور بریدہؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قاضی تین طرح کے ہوتے ہیں ایک جنت میں ہوں گے اور دو جہنم میں ہوں گ، جو جنت میں ہو گا یہ وہ ہے جس نے حق پہچانا اور اس کے مطابق فیصلہ کیا اور جس نے حق پہچانا لیکن فیصلہ ناحق کیا تو وہ جہنم میں ہو گا اور جو شخص لوگوں کا فیصلہ جہالت کے ساتھ کرتا ہے وہ جہنم میں ہو گا[۳۷]۔

کسی سرکاری اہلکار کا غیر قانونی طور پر کسی کو کوئی جائداد منتقل کرنے سے حلال نہیں ہوتا

بعض اوقات کسی ملی بھگت یا جھوٹے دعوے کے ساتھ کوئی شخص سرکاری ملکیت اپنے نام کر دیتا ہے، ایسا کرنے سے حقیقت میں وہ چیز حلال نہیں ہوتی چنانچہ ام سلمہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں انسان ہوں اور تم لوگ اپنے جھگڑے میرے پاس لاتے ہوں، شائد کہ تم میں سے کوئی اپنے دعوے کو اپنے مقابل سے اچھی طرح سے ثابت کرنے کا گر رکھتا ہو اور میں اس کے لئے ایسا فیصلہ کر لوں جو میں بظاہر دیکھتا ہوں، پس اگر میں کسی کے لئے اس کے بھائی کے حق میں کوئی فیصلہ کر دیتا ہوں تو وہ اسے نہ لے کیونکہ میں اس کے لئے آگ کا ایک ٹکڑا کاٹ کے دیتا ہوں[۳۸]۔

فی زمانہ یہ رواج چل پڑا ہے کہ کہ اکثر لوگ سرکاری نوکری یا سرکاری غیر سرکاری معاملات میں حق داری کا ناجائز دعوی کرتے ہیں پھر اس کے لئے قانونی کا سہارا لے کر چالا کی سے اسے ثابت کرتے ہیں اور یوں اس کی ملکیت حاصل کرتے ہیں، اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قاضی، جج اور سرکاری اہلکار کا فیصلہ کسی کے لئے مال حلال نہیں کرتا، اگر حقیقت میں وہ اس شخص کا حق نہ بنتا ہو، چاہے فیصلہ کرنے والا رسول اللہ ﷺ کیوں نہ ہوں۔ یہ معاملہ جیسے انفرادی امور کے لئے ہے ایسا ہی قومی اور سرکاری امور کے لئے بھی ہے۔

سرکاری اراضی پر قبضہ شریعت اسلامی میں حرام ہے

شرعی اعتبار سے سرکاری زمین پر قبضہ ناجائز ہے اسے کبرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے کیوں کہ یہ زمینیں کسی خاص شخص کی ملکیت نہیں ہوتی، بلکہ عوامی اور قومی املاک ہوتے ہیں جس میں تصرف کرنے کا اختیار حکومت کو ہوتا ہے، اس وجہ سے کسی شخص کو اختیار نہیں ہے کہ وہ اس میں انفرادی یا ذاتی تصرف کرے۔ قومی املاک پر قبضے جمانا کبیرہ گناہ ہے کیونکہ شریعت نے حقوق کے

تین قسم بیان کئے ہے، اللہ تعالی کا حق، بندوں کا حق اور دونوں کا مشترک حق۔ اللہ تعالی کا حق عمومی فائدہ کے لئے ہے، جس کا انفرادی طور پر قبضہ کرنا حرام ہے۔

"وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ"[۳۹]۔

"اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناجائز طور پر مت کھاؤ اور ان (کے جھوٹے مقدمہ) کو حکام کے یہاں اس غرض سے رجوع مت کرو کہ (اس کے ذریعے سے) لوگوں کے مالوں کا ایک حصہ بطریق گناہ (یعنی) ظلم کے کھاؤ اور تم کو (اپنے جھوٹ اور ظلم کا) علم بھی نہ ہو"۔

اس آیت کی وعید کے ذیل میں وہ شخص داخل ہے جو قومی اور عام منفعت کی زمیں اور اموال پر قبضہ کر کے اپنے ذاتی استعمال کے لئے مخصوص کرے جس کی وجہ سے دنیا اور اخرت میں اللہ تعالی کے عذاب کا مستحق بن جاتا ہے، جب تک اس سے توبہ نہ کرے، قران کریم نے دوسری جگہ اسے "سخت"[۴۰] کہا ہے اور فرمایا ہے "أیما جسد نبت من سحت فالنار أولی به"[۴۱] جس بدن کی نشو ونما حرام کے ذریعے ہوئی تو اس کے لئے آگ ہی بہتر ہے۔

حاصل بحث یہ ہے کہ قومی املاک پر قبضہ کرنا بہت بڑا گناہ اور جرم ہے، جس سے توبہ کرنا ضروری ہے اور یہ کہ جو کچھ حاصل کیا ہے اسے واپس کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ قومی اور اداراتی املاک پر قبضے جمانا ناجائز ہے۔ قرآن اور حدیث میں اس پر شدید وعید آئی ہے، فقہاء کرام نے قومی املاک کی حفاظت اور حرمت کو یتیم کے مال جیسا قرار دیا ہے۔ البتہ جن اشیاء کے بارے میں لوگوں کے آپس میں تسامح سے کا لیا جاتا ہو اسے مستثنی قرار دیا ہے مگر ایک مسلمان کی حیثیت سے اس سے بھی بچنا چاہئیے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے " فَمَنِ اتَّقَى المُشَبَّهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعِرْضِه"[۴۲]۔ اسی طرح قومی املاک کی چوری کرانا، قبضہ کرنا، ہڑپ کر لینا باشندگان مملکت کے حقوق پر ڈاکہ ڈالنا ہے، جس کسی نے ایسا کیا ہو تو اس پر لازم ہے کہ وہ واپس کر دے کیونکہ یہ اس کی ملکیت نہیں ہے ۔ سمرۃ بن جندبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عَلَى اليَدِ مَا أَخَذَتْ حَتَّى تُؤَدِّي"[۴۳]۔ ہاتھ اس کا ذمہ دار ہے جو کچھ اس نے لیا ہے جب تک کہ وہ ادا نہ کرے اور

علامہ ابن قدامہؒ فرماتے ہے: جس کسی نے کوئی چیز غصب کی اور وہ چیز اس کے ساتھ ہو تو اس کا واپس کرنا لازم ہے [۴۴]۔

نتائج

اس مقالے سے مندرجہ ذیل نتائج حاصل کئے جاتے ہیں

- قومی املاک کی بربادی کے اسباب میں ایک سبب شرعی احکامات سے بے خبری اور جہالت ہے۔
- اجتماعی املاک کی حفاظت کا کمزور نظم وضبط کی وجہ سے سرکاری املاک پر قبضہ کی جرأت ملتی ہے۔
- ذمہ دار اہلکاروں کی اپنی احساس ذمہ داری میں کوتاہی کے سبب قومی املاک بے آسرا ہے۔
- قانون میں موجود سزاؤوں کی بروقت نفاذ نہ ہونے کے سبب ملکی اراضی پر ناجائز قبضوں کی حوصلہ آفزائی ہوتی ہے۔
- انصاف کے غیر متوازن اور تاخیر بھی قومی اساسوں کے ضیاع کا سبب ہے۔

سفارشات

اس مقالہ کی روشنی میں مندرجہ ذیل سفارشات پیش کی جاتی ہے

- سرکاری اثاثے اور املاک ناجائز طریقے سے ہتیانا قومی جرم ہے جو کہ کسی صورت حلال نہیں۔
- اختیارات سے تجاوز کرنے والوں سے قومی املاک اور نقصانات کی تلافی کر کے سخت قسم کی سزائیں دی جائے۔
- قومی لٹیروں اور ان کے ساتھ ملی بھگت کرنے والے سرکاری اہل کاروں کو سزائیں دے کر کے لوٹی ہوئی دولت بر آمد کی جائے۔

- پلی بارگین کی حوصلہ شکنی کی جائے۔

حواشی وحوالہ جات

١ فقهاءخلافة العثمانية،مجلة الأحكام العدلية، لجنة مكونة من عدة علماء وفقهاء في الخلافة العثمانية، **طبع نور محمد،کارخانہ تجارتِ کتب، آرام باغ، کراتشي،مادة٢٦۔**

٢ **سورۃالبقرۃ٣٠۔**

٣ **سورۃقریش١٠٦،**

۴ **سورۃالبقرۃ٢ ١٢٦**

۵ **سورۃعنکبوت٢٩، ٦٧۔**

٦ البخارى محمد بن اسماعيل،الجامع الصحيح، حديث نمبر ١٠-

ے سورۃنساء 4/29

٨ ابن عاشورمحمد الطاهر بن محمد بن محمد الطاهر بن عاشور التونسي (المتوفى : ١٣٩٣هـ)،تفسير التحرير والتنوير، الدار التونسية للنشر،تونس طبع: ١٩٨٤ ج۵ ص٢۴۔

٩ امام احمد بن محمد بن حنبل (المتوفى: ٢٤١هـ)، المسند ناشر مؤسسة الرسالة، طبع الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م،حديث نمبر ٢٠٦٩٥۔

١٠ وزارة الأوقاف الكويتية، الموسوعة الفقهية الكويتية، وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية – الكويت، الطبعة الثانية، دارالسلاسل – الكويت ج١٩، ص٧۔

١١ الماوردي علي بن محمد بن محمد بن حبيب البصري البغدادي (المتوفى: ٤٥٠هـ)، الأحكام السلطانية، الناشردار الحديث – القاهرة ص ٢١٣، وزارة الأوقاف الكويتية، الموسوعة الفقهية الكويتية، وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية – الكويت، الطبعة الثانية، دارالسلاسل – الكويت ج٢١، ص٤٠، قاضي أبو يعلى، محمد بن الحسين بن محمد بن خلف ابن الفراء (المتوفى: ٤٥٨هـ)،الأحكام السلطانية، دار الكتب العلمية - بيروت، لبنان، الطبعة الثانية، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠٠ م، ص ٢٣٥۔

١٢ سورة نساء 4/29

١٣ البخاری، الجامع الصحيح، رقم الحديث 3118۔

١٤ ابن حجر احمد بن علی عسقلانی، فتح الباري شرح صحيح البخاري، طبع دار المعرفة - بيروت، ١٣٧٩ء ج۶ ص٢١٩۔

١٥ القزوینی ابن ماجة محمد بن يزيد،(المتوفى: ٢٧٣هـ)،سنن ابن ماجه، طبع دار إحياء الكتب العربية – رقم الحدیث ٢٨٥٠۔

١٦ ابن منظور محمد بن مكرم الإفريقى (المتوفى: ٧١١هـ)، لسان العرب، طبع دار صادر – بيروت طبع الثالثة - ١٤١٤ ھ

١٧ البخاری، الجامع الصحيح، رقم الحديث٢٤٥٤۔

١٨ القزوینی محمد يزيد ابن ماجہ (المتوفى: ٢٧٣هـ) سنن ابن ماجہ، دار احیاء الکتب العربیۃ، فیصل عیسی البابی الحلبی۔ حدیث نمبر ٢٣٤٠۔

١٩ احمد بن حنبل (م ٢٤١ھ)، المسند، مطبع مؤسسۃ الرسالۃ ٢٠٠١، ج ٢٩، ص ١١١۔

٢٠ مسلم بن الحجاج القشیری (م ٢٦١ھ) الجامع الصحيح، دار احياء التراث العربی بیروت ، باب تحريم الظلم والغصب وغيرها، ج ٣ ص٢١٣٠۔

٢١ ابن جزی ابوالقاسم ، محمد بن احمد (م ٧٤١ھ)، القوانين الفقهيہ، دارلحدیث القاہرۃ، ص ٢١٧۔

٢٢ الماوردی،علی بن محمد (م ٤٥٠ھ)، الحاوی الكبیر فی فقہ مذہب الامام الشافعی ، طبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان، ج ٧ ص١٦٦ ۔البهوتی، منصور بن یونس (م١٠٥١ ھ)، الروض المربع شرح زاد المستشفع، ناشر دارالمؤید، مؤسسۃ الرسالہ،ص ۴۲۵۔

٢٣ افندی علی حیدر خواجہ امین افندی (م 1353ھ)، دررالحکام فی شرح مجلۃ الاحکام ، ناشر دارالجیل طبع 1991ء ج٢ ص ٥١٦۔

٢٤ الطبرانی سلیمان بن أحمد (م ٣٦٠ھ) ، المجمع الاوسط، مکتبہ ابن تیمیہ قاہرہ۔ ج ۴ ص٢٠۔

٢٥ الکاسانی، علاء الدین، أبو بكر بن مسعود بن(م ٥٨٧ھ)،ناشر دارالکتب العلمیہ، طبع ١٩٨٦م ج۶ ص١٩۵۔

٢٦ السجستانی، ابو داؤد سلیمان بن أشعث(المتوفی: ٢٧۵ھ)، سنن أبي داود، ناشر مکتبہ العصریہ بیروت، حدیث نمبر ٣٠٧٣۔

٢٧ المرغینانی،برہان الدین علی بن ابی بکر(المتوفی: ۵٩٣ھ)ناشر دار احیاء التراث العربي - بیروت – لبنان ج۴ ص ٣٠١۔

٢٨ أبو داود سلیمان بن اشعث السِّجِسْتاني (المتوفى: ٢٧۵ھ)، سنن أبي داود، طبع المكتبة العصرية، صيدا – بيروت رقم الحديث ٣۴٧٧۔

٢٩ افندی عبدالرحمن بن محمد (المتوفى: ١٠٧٨ھ)،مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر،دار إحياء التراث العربي ج٢ ص۴۶٢)۔

٣٠ الموصلی عبد الله بن محمود بن مودود الموصلي البلدحي، مجد الدين أبو الفضل الحنفي (المتوفى: ٦٨٣ھ)، الاختيار لتعليل المختار، مطبعة الحلبي - القاهرة ، طبع ١٣٥٦ ھ - ١٩٣٧ م ج٣ ص۶٧۔

٣١ احمد بن حنبل، المسند، مکتبہ مؤسسۃ الرسالۃ، ج١١ ص٣٨٢، علی بن عمر الدارقطنی م ۵٨۵ھ، السنن مؤسسۃ الرسالۃ بیروت لبنان ط۔ ٢٠٠۴ء ، ج۵ ص٢٨، احمد بن الحسین البیہقی م۴۵٨ھ،السنن الکبری، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان، ط۔٢٠٠٣ء، ج٨ ص۵٢٠۔

٣٢ أبو داود سلیمان بن اشعث السِّجِسْتاني (المتوفى: ٢٧۵ھ)، سنن أبي داود، طبع المكتبة العصرية، صيدا – بيروت رقم الحديث ٣٠٧٣۔

٣٣ البخاری محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح البخاری رقم الحدیث٣١١٨۔

٣٤ الزحیلی، دکتور وھبۃ الزحیلی ، الفقہ الاسلامی وادلتہ، نشر دارالفکر سوریۃ دمشق،طبع ۴ ،ج۶ ص ٣٥٠۔

٣٥ البخاری محمد بن اسماعیل،الجامع الصحیح البخاری رقم الحدیث ٨٩٣۔

٣٦ مسلم بن حجاج (متوفی ۲۶۱ھ)،الجامع الصحیح ،دار احیاء التراث العربی بیروت، کتاب الامارۃ ، باب کراہیۃ الامارۃ بغیر ضرورۃ ، حدیث نمبر ١٨٢٥۔

٣٧ أبو داود سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني (المتوفى: ٢٧٥هـ)، سنن ابی داود، المكتبة العصرية، صيدا – بيروت حدیث رقم ٣٥٧٣۔

٣٨ محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح،دار طرق النجاۃ،ط اول ١٤٢٢ء حدیث نمبر 7168 ۔

٣٩ بقرۃ ١٨٨۔

٤٠ سورۃ مائدہ ٥، ۴٢۔

٤١ ابو عیسی الترمذی ،السنن، حدیث نمبر ۶١۴۔

٤٢ البخاری محمد بن اسماعیل،الجامع الصحیح البخاری رقم الحدیث٥٢۔

٤٣ الامام احمد ، مسند، حدیث نمبر ٢٠٠٨٦۔ ابو داؤد ، السنن حدیث نمبر ٣٥٦١۔ الترمذی، السنن حدیث نمبر ١٢٦٦۔

٤٤ ابن قدامۃ المقدسی عبد اللہ بن احمد بن محمد (المتوفى: ٦٢٠هـ) ، المغنی مکتبۃ القاہرۃ نشر ١٣٨٨ھ - ١٩٦٨م ج٥ ص ۴٧۴۔